AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شاز ملک کے افسانوں میں معاشرتی مسائل کی پیش کش

Presentation of social issues in the legends of Shaz Malik

Nafeesa Afzal
M Phil Urdu Scholar , University of Sargodha
Dr.Sajid javed.
Associate professor ,University of Sargodha

Abstract
Urdu fiction is a product of the twentieth century that highlighted social issues by presenting the unity of life and connecting the story with reality based on imagination and observation. Shaz Malik is a writer who, despite living in France, is connected to the land of Pakistan and as a fiction writer, reveals the hidden bitter reality of society. The attitude of self-interest and hypocrisy behind love in society is prominent in her fiction. She describes the problems arising due to modern technology and social media in a unique way. Shaz Malik describes the marital problems in society, divorce and halala, in such a way that it creates a stir in the consciousness of the reader. The number of writers who have written on the issue of Kashmir has been counted. She makes the oppression and oppression on the issue of Kashmir a part of her writing. Her fiction reflects her observation and real life, which despite living abroad, reflects her connection with Pakistani society

Keywords: *Urdu fiction, social issues , unity of life , imagination, fiction writer, issue of Kashmir , oppression , observation, real life,*

اُردو ادب میں افسانہ کی صنف، مغرب کے زیرِ اثر پروان چڑھی اور ابتدا میں اس افسانوی صنف نے اسی پیش کش کو اپنے اندر سمویا پھر وقت کے ساتھ ساتھ داستان اور ناول نے افسانے کے لیے راستے ہموار کیے۔ جس کے باعث یہ صنف با آسانی اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہوئی۔ چوں کہ افسانہ بیسویں صدی کی پیداوار ہے، اس لیے یہ اپنے موضوعات اور پیش کش کے لحاظ سے بھی وسعت کا حامل ہے۔ اس صنف کا بنیادی مقصد قاری کے ذوق کی تسکین کے ساتھ معاشرتی مسائل کی عکاسی اور ناہمواریوں کا بیان ہے۔ شاعری، ناول، ڈراما اور افسانہ ہر دور میں اپنے پیرائے اور تخیل آفرینی کے سبب انسان کی تفریح، طبیعت کے ذوق اور لطیف جذبات کی تسکین کا سامان بنتا ہے۔ افسانوی ادب میں کہانی کی بنیاد تخیل اور مشاہدے پر ہوتی ہے جس کو تخلیق کار اپنی کمال مہارت سے ترتیب دے کر بیان کرتا ہے کہ وہ کہانی حقیقت کے قریب تر معلوم ہوتی ہے۔

> " افسانہ داستان کی ترقی یافتہ صورت ہے داستان جو مافوق الفطرت اور غیر عقلی واقعات کا پلندہ تھی نسبتا حقیقی شکل میں ناول بنی اور پھر بیسویں صدی کے مشینی دور نے اسے مزید نکھار کر "افسانہ" بنا دیا اگرچہ ناول اپنی جگہ ایک الگ صنفِ نثر کے طور پر بحال رہا۔ افسانہ زندگی کے کسی ایک واقعے یا پہلو کی وہ خلاقانہ اور فنی پیش کش ہے جو عموما کہانی کی شکل میں پیش کی جاتی ہے۔ ایسی تحریر جس میں اختصار اور ایجاز بنیادی حیثیت رکھتے

ہیں۔وحدتِ تاثر(unity of impression) اس کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔"(۱)

شاز ملک کثیر الجہات شخصیت ہیں جو تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کر رہی ہیں اور کئی برس سے فرانس میں مقیم ہونے کے باوجود اردو کی آب یاری میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔آپ بطور افسانہ نگار ایسی تحریر کی بنیاد ڈال رہی ہیں جو مشرقی روایات اور تہذیب وثقافت کی آئینہ دار ہونے کے ساتھ معاشرتی مسائل کی عکاس بھی ہیں۔افسانوں میں آپ نے مشرقی روایات اور مسائل کو نہ صرف پیش کیا،بلکہ قاری کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے بھی آشنا کرایا ہے۔افسانے میں زندگی کی وحدت کو بیان کر کے آپ نے سماج کی ایسی تصویر کشی ہے جو سماج اور انسان سے ہم آہنگ ہے۔افسانوں میں رومانوی اندازِ فکر کے ذریعے تلخ حقائق سے پردہ چاک کرتے ہوئے قاری کے ذہن پر ایسے اثرات اور نقش قائم کرتی ہیں جس سے تحریر اور قاری کے مابین تعلق قائم ہو جاتا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے جس سے معاشرے کی تلخ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے۔پروفیسر رئیس علوی لکھتے ہیں:

"میں نے موجودہ دور میں کئی افسانہ نگاروں کے افسانے پڑھے، مگر مجھے ان میں نیاپن دکھائی نہیں دیا،بس لکیر کے فقیر۔یعنی ایک افسانوی دائرے کے گرد گھومتے وہ ہی پرانے خیال،الفاظ بدل کر قرطاس پر دکھائی دیے۔یہ ہی وجہ ہے کہ افسانے اور افسانہ نگار قحط کا شکار ہیں،مگر شاز ملک کے ہاں،جدت پسندی کے ساتھ ساتھ،افسانے کو نئے پیرہن میں ڈھالنے کی مثبت کوشش بہت اچھی لگی۔"(۲)

زندگی میں محبت کے احساس اور کشش میں پاکیزگی اور لطافت کی بنیاد احساس اور توجہ پر ہوتی ہے سماج میں محبت کے پسِ پردہ ذاتی مفاد اور منافقت کا رویہ پوشیدہ ہوتا ہے۔جس سے اس جذبے کی خوب صورتی اور انفرادیت متاثر ہوتی ہے اور اس جذبے میں وہ کشش باقی نہیں رہتی کہ اس کا حسن کو برقرار رہ سکے۔انسان کی سرشت میں محبت کا جذبہ فطری طور پر موجود ہوتا ہے لیکن مفاد اور خود غرضی بھی اس کی سرشت میں کہیں نہ کہیں پنپ رہی ہوتی ہے جو موقع کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔جس کے زیرِ اثر انسان بندگی کا تعین کرتے ہوئے کال کوٹھری کا مسافر بن کر واپسی کے راستے بند کر لیتا ہے۔

"سفرِ زیست میں اکثر ساتھ چلنے والے ہم راہ نہیں ہوتے کیوں کہ منزل کا تعین نہ ہو تو بے سمت مسافتوں کے سفر رائیگاں ٹھہرتے ہیں۔۔۔محبت کی شاہراہ پر ہاتھ پکڑ کر چلنے کا دعویٰ کرنے والے اکثر دوست نہیں بلکہ دشمن ہوتے ہیں۔۔۔۔یہ دومنہ والے سانپ ہی تو ہیں جو اکثر آستینوں میں پلتے ہیں۔۔۔ساتھ چلتے ہوئے ڈستے ہیں۔"(۳)

۱۹۶۰ءکے بعد یورپ سمیت دنیا کی مختلف زبانوں میں عورتوں نے اپنے مسائل کو اپنی تحریروں کا حصہ بنانا شروع کیا مغرب کی طرح اردو ادب میں بھی خواتین اہلِ قلم نے اپنے حقوق اور مسائل کو بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے۔شاز ملک بھی ایسی ہی ایک خاتون ادیبہ ہیں جنھوں نے اپنے افسانوں میں خانگی مسائل،عورت کے حقوق اور دیگر مسائل کو بہت بہتر انداز میں بیان کیا ہے۔اس نے اردو افسانوں میں عورت پر ہونے والے ظلم وستم،استحصالی رویوں کے خلاف احتجاج ہمارے سامنے آتا ہے۔شاز ملک کے اکثر افسانوں میں تانیثیت کے عناصر بھرپور انداز میں سامنے آتے ہیں۔معاشرے کے ادیبوں اور شاعروں کے ہاں معاشرتی مسائل کی جھلک میں عورتوں کے مسائل اور نفسیات کی لہر واضح نظر آتی ہے۔عورت معاشرے میں روزِ ازل سے استحصال کا شکار رہی ہے لیکن اس کائنات کا حسن عورت کے وجود سے ہی مزین ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شاز ملک عورت کی نفسیات کو یوں بیان کرتی ہیں۔

"معاشرے کا حسن عورت ذات سے وابستہ ہے، عورت ذات ازل سے جبر کو صبر کے ساتھ برداشت کر کے اپنی ذات کی کرچیوں کو سمیٹتی آ رہی ہے۔"(۴)

افسانہ "روح آشنا" میں عورت کے استحصال کو بیان کیا گیا ہے۔ کردار "مسکان" زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے شادی کے بعد شوہر "کامران" کی طرف سے ملنے والی اذیتوں کو صبر اور حوصلے سے برداشت کرتی ہے جس کے نتیجے میں دل کی دنیا اداس اور بنجر ہو جاتی ہے جس پر خوشی کے پھول کھلنا ناممکن سی بات بن جاتی ہے۔ "مسکان" کو شوہر کی طرف سے دی جانے والی اذیتوں کا بیان اس طرح ہوتا ہے۔

"عداوت کے سفر کی منزل صرف ندامت ہے۔۔۔۔۔ ندامت کے پڑاؤ پر بیٹھ کر کسی تعلق کو کھونے پر حاصل صرف پچھتاوے کے آنسو اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ آنسو دل کا بوجھ کم نہیں کرتے بلکہ دل کو اور بوجھل کر دیتے ہیں۔ کامران یہ آنسو دل کے دشت کو تاراج کر دیتے ہیں جن سے من کا بن، سکون کا سبزہ اور اطمینان کی ہریالی نہیں پا سکتا بلکہ بے سکونی کی خارزار میں الجھتا رہتا ہے۔۔"(۵)

خواتین آہستہ آہستہ اپنی برسوں پرانی بندشوں کا طوق اگلے سے اتار رہی ہیں۔ جس کا اظہار یہ ادب میں بھی ہو رہا ہے او راقتصادیات میں بھی سماجی رشتوں کی تسلیم شدہ روایتوں میں بھی ہو رہا ہے اور یہ کام صرف خواتین قلم کاروں کی تخلیقات میں ہی ہو رہا ہے اس کے اظہار میں کسی جنسی تفریق کا ذکر ہی بے معنی ہے۔ عورتوں کے مسائل اور ان کی نفسیات کے حوالے سے اردو ادب میں کئی افسانے اور ناول ملتے ہیں۔ کئی مرد اہل قلم نے بھی عورتوں کے کی نفسیات کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔ شاز ملک معاشرے میں عورتوں کے حقوق کے حق میں آواز بلند کرنے اور اپنے افسانوں میں عورت کی اہمیت کو بیان کرتی ہیں ڈاکٹر ارشد اقبال، شاز ملک کی افسانہ نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں

"شاز ملک نے اپنے فسانوں میں عورت کے مسائل و مصائب کو موضوع بنایا ہے یہ اور یہ امر خوش آئند ہے کہ انہوں نے اس مساعی میں ایک عام عورت کی زندگی کی برہنہ سچائی اور حقائق کے تاریک گوشوں سے نقاب کشائی میں بڑی دلیرانہ اور بے باکانہ ہمت دکھائی ہے وہ اپنے افسانوں میں فرد کے داخلی کرب اور خارجی رویوں کو خوبصورتی کے ساتھ کہانی کا حصہ بناتی ہیں۔ وہ نہ صرف سماج کے دہکتے اور سلگتے ہوئے موضوعات کو طشتِ ازبام کرتی ہیں بلکہ عورت کے کردار کو پیشِ نظر رکھ کر یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ معاشرے کی ہر کہانی دراصل عورت کی کہانی ہے جو بالواسطہ یا بالواسطہ گھوم پھر کر عورت کی ذات سے منسلک ہے۔"(۶)

بیوہ عورت کے لیے معاشرے میں زندگی گزارنا اذیت دہ عمل ہے جب وہ اپنی اولاد کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو اسے کٹھن راہیں طے کرتے ہوئے جس اذیت سے گزرنا پڑتا ہے اس کا بیان افسانہ "سودا" میں دیکھا جا سکتا ہے جو صرف تخیلاتی حد تک نہیں ہے بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"وہ مجبور عورت جس کے سر پر کسی محرم مرد کا سایا نہیں ہوتا۔۔بلکہ اسے ہی بیک وقت ---اپنے بچوں کی کفالت کے لیے مرد بھی بننا پڑتا ہے اور گھر سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر مردوں کے اس معاشرے میں اس کی بے بسی کو ہی اس کی بدکرداری بنانے کے بہانے ڈھونڈتے کئی مرد سرگرم عمل ہوتے ہیں۔اتنا کہہ کر وہ عورت خاموش ہوگئی۔"(۷)

زندگی کے لمحات میں مشکلات اور اذیتیں برداشت کرتے ہوئے انسان دنیاوی منافقت اور بے حس رویوں سے بیزار اور مایوسی کا شکار ہو کر ذات کو ایسے خول میں بند کر لیتا ہے جس کے باعث وہ عرفانِ ذات کے سفر کا مسافر بن جاتا ہے اور دنیاوی رنگینیوں سے بے زار ہو جاتا ہے۔افسانہ "چپ کے بھنور" میں "شاہان "اپنے والدین کی وفات کے بعد حساس طبیعت کا حامل ہو جاتا ہے اور دنیاوی مصروفیات کو ترک کرتے ہوئے انجانی راہوں میں گم ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر ریاض توحید کشمیری لکھتے ہیں:

"افسانہ چپ کے بھنور ایک ایسا افسانہ ہے جو ذات کے کرب پر تحریر ہوا ہے۔افسانے کا مرکزی کردار شاہان ایک آئیڈیلسٹ انسان ہوتا ہے جو محنت ،لگن اور ایمان داری کو زندگی کا جوہر سمجھتا ہے لیکن انسانوں کی مطلب پرستی،لالچ اور پینترے بدلنے کے فن سے سخت مایوس ہو جاتا ہے اور خود کو رنگ بدلتی دنیا میں مس فٹ ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر یہی کرب اس کے لیے چپ کا بھنور بن جاتا ہے اور وہ ذات کا کرب جھیلتے جھیلتے حساس ہونے کے باوجود بے حس دکھائی دیتا ہے۔افسانہ نگار نے بڑی فن کاری کے ساتھ کردار کے داخلی کرب اور خارجی رویوں کو دل نشین انداز میں کہانی کا حصہ بنایا ہے جس کی وجہ سے قاری کہانی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔"(۸)

جدید ٹیکنالوجی کے باعث دنیا گلوبل ولیج بن گئی ہے جس کے ذریعے انسان ایک کونے میں بیٹھا ملکی اور عالمی مسائل سے آگاہ رہتا ہے تو سوشل میڈیا نے دنیا کو کوزے میں سمو کر رکھ دیا ہے لیکن اس کے باوجود سوشل میڈیا کا استعمال انسانی جذبات میں کرب اور اخلاقی اقدار میں پستی اور انتشار کا باعث ہے جس کے پس پردہ افراد فیک آئی ڈیز کے ذریعے جذبات واحساسات کو پامال کر رہے ہیں۔شوشل میڈیا پر مرد اور عورت کے تعلق کو معمول سمجھا جاتا ہے میڈیا پر فحش ویڈیوز سے کئی نفسیاتی مسائل بھی جنم لے رہے ہیں جس سے معاشرے میں پرسکون اور پر اطمینان فضا ناپید ہو رہی ہے۔اس حوالے سے صبا اکرام نے لکھا ہے:

"مشینی عہد کے آغاز کے ساتھ ہی پرانی قدروں کی شکست وریخت شروع ہوگئی اور ماضی اپنی اہمیت اور قدر و قیمت کھونے لگا۔ایک نیا طرزِ زندگی سامنے آیا جس کے جلو میں آدمی کے لیے ہر لمحہ نئے سماجی تقاضے تھے اور اس کو نئے معاشرے میں زندہ رہنے کے لیے ان تقاضوں کے مطابق ہر لمحہ نئے چہروں سے خود کو آراستہ کرنا تھا اس بات نے پرانے معاشرے کے سیدھے سادے آدمی کی پہچان کو چھین کر اسے ناٹک کا کردار بنا دیا۔"(۹)

افسانہ "اعتبار کے مرجھائے پھول" میں آپ نے جدید ٹیکنالوجی کے اثرات اور شوشل میڈیا کے بنا پر اجڑنے والے گھروں کی داستان رقم کی ہے۔سوشل میڈیا ایپس کے پس پردہ تسکین کا سامان پیدا کرلیاجاتا ہے جس کی بھینٹ سادہ اور معصوم لڑکیاں چڑھتی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہیں، معاشرے میں مرد اور عورت کی دوستی کسی منطقی انجام پر پہنچنے سے قاصر رہتی ہے جس کا خمیازہ صرف عورت ذات کو برداشت کرنا پڑتا ہے کیوں کہ سماج میں عورت کی غلطی اس کے لیے ناقابل معافی سزا بن جاتی ہے۔

"آج کل کے دور میں مختلف دماغی امراض جنم لے رہے ہیں۔ دنیا گلوبل ولج بن چکی ہے اس لیے شیطانیت کا دائرہ کار بھی وسیع ہو چکا ہے مگر شیطان آج بھی اسی طرح سرگرمِ عمل ہے اس کا آج بھی آسان ٹارگٹ عورت ہی ہے۔ اماں حوّا کو بہکانے والا ابلیس آج بھی موجود ہے۔ آج بھی وہ ابلیس، مرد کے بھیس میں سوشل میڈیا کی سکرین کا سہارا لے کر عورت پر حملہ آور ہے اپنی مظلومیت کی قسمیں اٹھا کر، کہیں جھوٹے قصے سنا کر، کہیں دکھاوے کے آنسو بہا کر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔"(۱۰)

شادی دو افراد کے مابین عزت، احترام اور باہمی مشاورت کا تعلق ہے جو کائنات میں موجود تمام رشتوں میں اپنی ایک خوب صورتی رکھتا ہے لیکن اکثر دوسرے رشتوں کی فوقیت سے یہ تعلق کمزور ہو جاتا ہے کیوں کہ ازدواجی زندگی میں مجازی خدا (شوہر) کی طرف سے دی جانے والی عزت، احترام اور حقوق کی ادائیگی عورت کی زندگی کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں اور اس مخلصانہ رویہ کی بنا پر عورت زندگی کے آزمائشیں چہرے پہ مسکراہٹ سجائے برداشت کر لیتی ہے۔ افسانہ "ہونی ان ہونی" میں آپ لکھتی ہیں:

"عورت کو اگر مرد اپنی عزت سے منسلک کرتا ہے تو پھر اسے عزت کیوں نہیں دیتا اسے بے عزت کیوں کرتا ہے۔۔۔ حورین نے عفان کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ ہم سفر وہ نہیں ہوتا جو آپ کے ساتھ رہتا ہے بلکہ ہم سفر وہ ہوتا ہے جو زندگی کی شاہراہ میں آپ کے دکھ سکھ کا ساتھی ہو۔۔۔ جو ایک ایسا سائبان ہو جو آپ کو زمانے کے سرد گرم رویوں کے موسموں میں آپ کو ڈھال بن کر بچائے۔"(۱۱)

شادی کے بندھن میں اعتماد بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جس کی ڈور مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے لیکن اعتماد کی کمی کے باعث یہ رشتہ اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا ہے جس کے باعث انسان تنہائی اور عدم شناخت کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ دورِ جدید نے معاشرے میں بے باکی کی فضا قائم کی ہے لیکن میاں بیوی کے تعلق میں بھی شکنیں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ افسانہ او یارا اسیلی سیلی" میں کردار "کبیر" اپنے بیوی بچوں کو دیارِ غیر میں رہتے ہوئے زندگی کی ہر خوشی میسر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بدلے میں کربِ ذات کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے جس کی بنیادی وجہ تعلق میں عدم اعتماد کا پہلو ہے۔۔ افسانے میں بیوی، محرومیوں کا بدلہ شوہر سے لیتے ہوئے اسے تنہا اور اداس کر دیتی ہے اور بیوی کی کم عقلی اور بے وقوفی اس رشتے کی پائیداری کو برقرار نہیں رکھ پاتی جس کے باعث بدلے کی آگ میں خود اپنے گھر کا سکون برباد کر لیتی ہے کیوں کہ بظاہر نیک، پارسا اور باوضو رہنے والی بیویاں بدلے کی آگ میں عقل و فہم سے کام لینے کی بجائے دوسروں کی باتوں میں آ کر خوش حال اور ہر سکون زندگی کو برباد کر کے بے سکونی اور انتشار زدہ ماحول پیدا کر لیتی ہیں۔

"ممی کبیر کو میں نے اتنا تنہا کر دیا ہے اور اس پر اس حد تک کنٹرول ہے کہ۔۔۔ وہ اب پاکستان نہیں جا سکے گا۔ آپ کے کہنے کے عین مطابق میں نے بچوں کو بھی پورا اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا ہے۔ بچے بہت حد تک اپنے باپ سے بدظن ہو چکے ہیں وہ صرف میرے اشاروں پر چلتے ہیں۔۔۔ اس کی ماں نے کچھ کہا تو وہ بلند قہقہ لگاتے ہوئے بولی جو رقم میں نے مہک کو لے کر دی ہے بطور قرض وہ بھی واپس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۔ہاں! میں نے اسے اوپر سٹور میں شفٹ کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ بچوں کو الگ کمرے
چاہئیں اور میں، ممی میں تو مشعل کے ساتھ سوتی ہوں۔"(۱۲)

اسلام نے مرد کو شادی اور طلاق دینے کے معاملے میں عورت سے زیادہ با اختیار بنایا ہے اس اختیار ناجائز استعمال کرتے ہوئے مرد ،عورت کو طنز کا نشانہ بنا کر "طلاق" جیسا فعل سر انجام دے کر عورت کے سر سے سائبان کھینچ لیتا ہے۔ افسانہ "۔ تین لفظ" صرف تین لفظ نہیں بلکہ ان الفاظ کے پیچھے معاشرے کی تلخ حقیقت عیاں ہے۔ افسانے میں "صبا" ایک بیوی ہونے کے ناتے رشتے کو نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے جب کہ مرد کی انا اور تلخی "تین الفاظ" کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

ہمارا تصور ہے کہ شادی کے بعد عورت کے لیے شوہر کا گھر سائبان کی مانند ہوتا جس کے سائے میں وہ دامن کو خوشیوں سے بھر سکتی ہے لیکن شوہر کی طرف سے پیدا ہونے والی ناچاقی اس کی ذات میں ایک خلا پیدا کر دیتی ہے جو پر نہیں ہو سکتا ہے۔ طلاق جیسے بدنما دھبے کے بعد صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے "صبا" اپنی بہن "نبا" کے ساتھ میکے چلی جاتی ہے اور اپنی بہن کو یہ خبر راز رکھنے اور وقتی طور پر کسی سے ذکر نہ کرنے کا کہتی ہے جو افسانہ نگار کی فنی پختگی ہے کہ وہ عورت کی عزتِ نفس کو مجروح نہی ہونے دیتی ہے۔

"عورت اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے ایک مکان کو گھر بنانے کے لیے لچکیلی ڈال کی
طرح جھولتی ہے اور جھکتی چلی جاتی ہے اور اکثر مرد اسے اس کی مجبوری جان کر اس
مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس عورت کا استحصال کرتے ہیں اگر عورت اس سے بڑھ
کر ہے تو اسے نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔۔ مرد ان رویوں سے اپنی انا کی،
اپنی ذات کی تسکین کرتا ہے۔۔۔"(۱۳)

مسلۂ کشمیر تقسیم ہند سے ہی پاک، بھارت کے مابین کشیدگی کی بنیادی وجہ رہا ہے جس کے باعث دونوں ممالک کے حالات تاحال کشیدہ ہیں۔ کشمیر کے نہتے کشمیری بھارت کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنتے رہتے ہیں لیکن آزادی کے حصول کا جذبہ ماند نہیں پڑتا بلکہ پہلے کی نسبت زیادہ پرجوش اور جواں ہو جاتا ہے۔مسلۂ کشمیر ایک عالمی مسئلہ ہے جس پہ سنجیدگی سے بات کرنے اور اس کے حق میں بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھانے کی اشد ضرورت ہے تا کہ کشمیری عوام کو ان کا حق مل سکے۔ موجودہ دور میں بہت کم ادیب ایسے ہی ہیں جو مسلہ کشمیر کو زیر بحث لائیں۔ آپ کا شمار ان ادیبوں میں ہوتا ہے جو اس عالمی مسلے کو اپنے قلم کا موضوع بناتے ہوئے کشمیریوں کے لیے ایک روشنی کی کرن پیدا کرتی ہیں۔ فتح محمد ملک "تحریک آزادی کشمیر اور اردو ادب" میں یوں لکھتے ہیں۔

"بھارت اور پاکستان کے اردو ادیب واقعتاً خود میں مبتلا ہیں۔ ان کا عارضی اتنا پرانا ہے جتنا
کشمیر کا تنازعہ، کشمیریوں کے انسانی مصائب سے ان کی غفلت اور ان کا فرار نصف صدی
پرانا ہے۔ کشمیر میں بھارتی فوج کے جبر و استبداد کے آغاز ہی سے اردو ادیب اس انسانی
المیے خود کو لاتعلق رکھنے میں کوشاں ہیں"(۱۴)

کشمیر کے حالات نوجوان نسل کے لیے انتہائی خراب ہیں جہاں ماوؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عصمت دری کی جاتی ہے تو بچوں کو نیزے کی نوک پہ جلتے الاؤ میں ڈال دیا جاتا ہے تو کہیں جوان بیٹوں کو سرِ عام گولی ماری دی جاتی ہے۔ افسانہ "دردِ دل" مسلۂ کشمیر کے حساس موضوع پر ہے جس میں کشمیر کے نوجوان کا جذبہ حب الوطنی اور جبر زدہ ماحول کو بیان کیا گیا ہے۔

"کشمیر کے حالات نوجوانوں کے لیے انتہائی خطرناک تھے بلاوجہ قابض فوج نوجوانوں کو
اٹھا لیتی تھی اور ان پر بہیمانہ تشدد کیا جاتا ہے، بے تحاشہ شہادتیں واقع ہو چکی تھیں کتنی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہی نوجوان لڑکیاں ان قابض بھیڑیوں کی وحشت کا شکار ہو کر گمراہی کی زندگی گزار رہی تھیں یا موت کا جام پی کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی تھیں۔ زمین تباہ حالی کا شکار تھی ۔کاروبار نہ ہونے کے برابر تھا۔ آئے دن دنگے، فساد، جاریت، فائرنگ اور لاشوں کی تدفین ایک عام سی بات ہو کر رہ گئی تھی ایسے حالات میں نوجوان بڑی تعداد میں ہجرت کر کے کشمیر چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے ان میں ایک عدیم بھی تھا۔۔۔عدیم نے کشمیر کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی ایک سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ماں دھرتی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔"(۱۵)

افسانہ "شناخت" بھی مسئلۂ کشمیر کے موضوع پر مشتمل ہے۔ انسان وطن پر قربان ہونا، وطن۔ کی محبت سے سیکھتا ہے۔ افسانے کا کردار "نیہا" مسئلۂ کشمیر کے حق میں آواز اٹھاتی ہے لیکن ایک ان جانی گولی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ زندگی کی بازی ہار جاتی ہے۔ المیہ ہے کہ جو ظلم وجبر کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے ابدی نیند سلا دیا جاتا ہے، ایسا ہی افسانے میں 'نیہا" کے ساتھ ہوا۔ "نیہا" صرف ایک کردار نہیں، ایسے کتنے افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں جو اس ظلم وجبر کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں لیکن جیت حاکمیت کی ہوتی ہے۔

"آج کل پورا ملک بھارت ، نسلی فسادات کی زد میں تھا، مسلمانوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ۔کشمیر کو لاک ڈاؤن کر دیا گیا۔ پوری عالم نے کشمیر کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ ایسے میں "نیہا" نے آج مسلمانوں پر ظلم کے خلاف احتجاج کے لیے اسٹوڈنٹس کو اکٹھا کیا اور احتجاج کے بعد کچھ ٹی وی چینلز والے اس کی پریس کانفرنس کی کوریج کرنے لگے جہاں وہ مسلمانوں کے حق میں بھارتیوں سے اپیل کر رہی تھی کہ اقلیتوں کے حقوق کو پامال نہ کیا جائے اور ان کو ان کے گھروں سے بے گھر نہ کیا جائے۔ ان کی شناخت ان سے نہ چھینی جائے، اس مٹی پر ان کا بھی اتنا حق ہے جتنا ہمارا ہے۔ وہ پرجوش انداز میں بول رہی تھی۔ کبھی کبھی محبت انسان کو بہت کچھ سکھا دیتی ہے۔۔ قربانی دینا۔۔۔ جان دینا اور کبھی کبھی جان لینا بھی سکھاتی ہے ابھی اس کی بات مکمل ہی نہیں ہوئی تھی کہ نامعلوم سمت سے آنے والی گولی اس کے سینے پر لگی۔"(۱۶)

سماج میں زندگی گزارنے کے اصول اور روایات کی پاسداری معاشرے کے افراد پر لازم ہوتی ہے جب کہ افراد باہمی تعلق سے ان روایات کی پاسداری کرتے ہیں اور معاشرے کے افراد ان اصول اور رسوم رواج کو اپنانے کے پابند ہوتے ہیں، معاشرتی المیہ ہے کہ دورِ جدید میں بھی ان روایات کی پیروی کئی علاقوں میں کی جاتی ہے جہاں پڑھے لکھے ہونے کے باوجود دقیانوسی سوچ اور فرسودہ روایات کے متعلق اپنی ذہنیت تبدیل نہیں کر پاتے ہیں ان روایات کی بھینٹ عورت چڑھتی ہے۔ فرسودہ رسوم رواج کا بیان آپ کی تحریروں میں ملتا ہے۔

"وہ صوبہ سرحد کے ایک پسماندہ گاؤں میں پیدا ہوئی تھی۔ اسے بچپن سے ہی پڑھنے لکھنے کا شوق تھا۔۔۔ اسے یاد تھا ایک بار گاؤں میں کچھ سوشل ورکرز خواتین و مرد آئے تھے، انہوں نے رنگ برنگی پنسلیں، کتابیں گاؤں کے بچوں میں تقسیم کی تھیں، اسے یہ رنگ برنگی پینسلیں کتابیں بہت اچھی لگی تھیں۔ رنگوں سے اس کی شناسائی کا یہ پہلا اتفاق تھا۔ جس میں اس کا شعور بیدار ہوا اسے محسوس ہوا کہ دنیا اس کے رنگوں جیسی بے رنگ

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نہیں۔ دنیا تو رنگوں سے بھری پڑی ہے مگر وہ اس نگر کی باسی تھی جہاں مردوں کا راج تھا
(۱۷)"۔

معاشرہ کی روایات اور اقدار روز ازل سے عورت کو سولی پر لٹکاتے آئے ہیں۔ مشرقی روایات کی حامل عورت باپ، بھائی کے فیصلوں پر قربان ہوتے ارہی ہے اور باپ بھائی کے جرائم کی سزا ونی چڑھ جانے کی صورت میں کھیلتی آرہی ہے۔

"اس کے باپ آزاد خان نے گاؤں کی آبائی اراضی کے لین دین کے معاملے پر حد سے بڑھنے پر دوسرے فریق کو قتل کر ڈالا اور پھر یہ بات جرگے کے عدالتی نظام کے ذریعے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے فریقین کی باہمی رضامندی سے معافی اور تاوان کے طور پر پشتون قبیلوں کی رائج کردہ ڈھائی سو سالہ پرانی روایت پر قائم رہتے ہوئے اس کی شادی دوسرے فریق کے خاندان کے پچاس سالہ شخص سے طے کر دی جاتی ہے اس فیصلے کو دونوں خاندان نے بخوشی قبول کر لیا۔ رائفل کی فائرنگ اور گولیوں کی بوچھار سے شادی کی تیاریوں کا عندیہ دے دیا گیا۔"(۱۸)

زندگی کے نظام کو قائم رکھنے کے لیے شادی کا نظام میں دو افراد کے مابین نکاح کا بندھن ترتیب دیا گیا۔ اسلام نے طلاق کا اختیار مرد کو دینے کے باوجود اس فعل کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ مرد نفسیاتی اور مالی مسائل سے تنگ آکر بعض اوقات اس فعل کا مرتکب ہو جاتا ہے لیکن ذہنی دباؤ کم ہونے پر اس مسئلے کے حل کے لیے عالم اور مولویوں کے پاس فتوی لینے پہنچ جاتا ہے۔ عورت کے ماتھے پہ طلاق کا بدنما دھبہ لگانے کے بعد اولاد کے ذریعے ماں کی ممتا سے فایدہ اٹھا کر "حلالہ" کی ضد کرتا ہے جب کہ عورت اپنی ذات کی پرچیوں کو سمیٹتے ہوئے ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر حلالہ جیسا قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

"ناز پلیز اتنی پتھر دل نہ بنو تم مجھے ایسے شخص کے لیے ٹھکرا رہی وہ جو ہمیشہ تمہیں طلاق کی دھمکیاں دیتا رہا۔ تین بیٹیوں کو جنم دینے کے بعد بھی تمہاری عزتِ نفس اپنے پیروں تلے روندتا رہا، آخر کس مٹی کی بنی ہو، دیکھو اس نے بالآخر طلاق دے کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ تمہارا کبھی نہیں ہو سکتا اور تم ہو کہ لوٹ کر پھر اسی جہنم میں جانا چاہتی ہو، یہ کیسا ظلم ہے ناز۔۔ واپسی کے سفر کے لیے تم نے مجھے استعمال کیا۔ یکبارگی ناز کے موبائل پر بیل ہوئی، دونوں چونک کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ناز نے نظریں چرا کر کال ریسیو کی، دوسری طرف اس کی بیٹی توتلی زبان میں گویا ہوئی:" مما آپ کہاں ہیں؟۔۔ اس سے قبل ناز کوئی تاویل پیش کرتی، فوراً اس کے سابقہ شوہر، نواز نے بیٹی سے موبائل لے کر کرخت لہجہ میں مخاطب ہوا۔ تمہیں لینے آرہا ہوں۔۔ مراد سے دستخط کروا لیے۔"(۱۹)

شاز ملک افسانوں میں معاشرتی مسائل کو ہوشیاری انداز میں بیان کر کے معاشرے میں مثبت تبدیلی کی خواہاں ہیں اور گزشتہ ستائس برسوں سے بیرون ملک مقیم ہونے کے باوجود اپنے تہذیب و ثقافت کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں اور معاشرتی مسائل کو قلم کا موضوع بنا کر اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حوالہ جات

(۱)۔انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۲ء) ص ۲۵

(۲) رئیس علوی، پروفیسر، شاز ملک حقیقی بے ساختہ افسانہ نگار، مشمولہ، روزن زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲) ص ۱۱

(۳)۔شاز ملک، دل در گاہ (کراچی: موج سخن پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء) ص ۶۱

(۴) استفسار، راقم الحروف، بذریعہ ٹیلی فون، ۲۵ مارچ ۲۰۲۵ء بوقت ۳ بج کر ۴۵ منٹ (پاکستان)

(۵) شاز ملک، دل در گاہ (کراچی: موج سخن پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء) ص ۸۸

(۶) راشد اقبال، ڈاکٹر، شاز ملک کے تخلیقی اسرار، مشمولہ روزن زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲ء) ص ۱۲

(۷) شاز ملک، روزنِ زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲ء) ص ۱۵۶

(۸)۔ریاض توحید کاشمیری، ڈاکٹر، شاز ملک ایک افسانہ نگار، مشمولہ، دل در گاہ (کراچی: موج سخن پبلی کیشنز ہاوس، ۲۰۱۹ء) ص ۱۴

(۹)۔صبا اکرام، جدید افسانہ نئی صورتیں (کراچی: زین پبلی کیشنز فلیٹ A-8 ندیم کارنر بلاک N نارتھ ناظم آباد، ۲۰۰۱ء) ص ۵۵

(۱۰) شاز ملک، روزنِ زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲ء) ص ۸۰

(۱۱) شاز ملک، دل در گاہ ایضاص ۲۱۶

(۱۲)۔شاز ملک، ، روزنِ زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲ء) ص ۶۱

(۱۳) شاز ملک، دل در گاہ (کراچی: موج سخن پبلیکشنز ہاؤس ۲۰۱۹ء) ص ۷۵

(۱۴)۔فتح محمد ملک، تحریک آزادی کشمیر اور اردو ادب، مشمولہ، اخبار اردو، جلد ۲۱، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، شمارہ فروری ۲۰۰۵، ص ۱۶۹

(۱۵) شاز ملک، دل در گاہ (کراچی: موج سخن پبلیکیشنز ہاؤس ۲۰۱۹) ص ۱۹۴

(۱۶)۔شاز ملک، روزنِ زیست (کراچی: موج سخن اشاعت گھر، ۲۰۲۲ء) ص ۱۵۴

(۱۷) ایضاً ص ۱۲۹

(۱۸)۔یضاً ص ۱۳۱

(۱۹)۔ایضاص ۱۴۰